وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں یا بشر ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ مبارک تھا یا نہیں ؟

اہلسنۃ والجماعۃ



شمارہ نمبر 24

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں :

آپ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا مادہ خلقت مٹی ہے نور نہیں نبی علیہ السلام بشر ہیں اور صفات کریمہ کے اعتبار سے نور ہیں۔

دلائل اہل السنت والجماعت

دلیل نمبر 01:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ (سورۃ یوسف: 109)

ترجمہ: آپ سے پہلے ہم نے جتنے (پیغمبر) بھیجے وہ مرد ہی تھے کہ جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (اور وہ) بستیوں کے رہنے والے تھے۔

دلیل نمبر 02:

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ (سورۃ ص : 71)

ترجمہ: جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں مٹی سے بشر پیدا کرنے والا ہوں۔

دلیل نمبر 03:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا (سورۃ بنی اسرائیل : 93)

ترجمہ: فرمادیجئے سبحان اللہ! میں تو بشر ہوں بھیجا ہوا۔

دلیل نمبر 04:

اللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (سورۃ الحج: 75)

ترجمہ: فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔

دلیل نمبر 05:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ الکیف: 110)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میں بشر ہوں جیسے تم بشر ہو، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

دلیل نمبر 06:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا (بنی اسرائیل: 95)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ زمین میں اگر فرشتے مطمئن ہو کر چلتے تو ہم آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

دلیل نمبر 07:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اللہ کے رسول انسانوں میں سے ایک انسان تھے"۔ (شمائل ترمذی: 338)

دلیل نمبر 08:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قدوالے انسان تھے"۔ (شمائل ترمذی: 03)

دلیل نمبر 09:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (صحیح بخاری: 3856)

"کیا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے جو یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔"

دلیل نمبر 10:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مشکوۃ المصابیح: 6086)

ہم (صحابہ) نے کہا: "رجل صالح" سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

دلیل نمبر 11:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں جو کچھ سنتا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ کرلوں۔ تو بعض قریشیوں نے مجھے منع کیا۔ انہوں نے کہا: تو ہر بات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں، تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "لکھا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے۔" (سنن ابوداؤد: 3646)

دلیل نمبر 12:

فرشتہ کہتا ہے: ماکنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد.

فرشتہ قبر میں سوال کرتا ہے کہ تو اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ (صحیح بخاری: 1338)

دلیل نمبر 13:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی ۔۔۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی ضرور کہہ دیتا لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا ایک بشر (انسان) ہوں ،جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں ۔ اس لیے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلایا کرو۔

(صحیح بخاری: 401)(صحیح مسلم: 572)

دلیل نمبر 14:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے باغ سے گزر رہے تھے۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہنچی کہ اس سال کھجور کم آئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرا اک گمان تھا اگر کوئی چیز کام آتی ہو تو اس کو کر لو میں تمہاری طرح اک بشر (انسان) ہوں کبھی گمان صحیح بھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں بھی ۔ (سنن ابن ماجہ: 2470)

دلیل نمبر 15:

۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی ایک بشر (انسان) ہوں۔

(صحیح بخاری: 2458)

اہل بدعت کے دلائل کا جواب

دلیل نمبر 01:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ. (سورۃ المائدۃ:15)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آئی ہے۔

جواب :

(1) یہاں "نور" سے مراد "نورِ ہدایت" ہے جیسا کہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ سید نعیم الدین مراد آبادی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ ہدایت ہونے کی تصریح کی ہے، زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سید عالم کو نور فرمایا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔ (تبیان القرآن: ج 3، ص 139)

اور سعیدی نے اسی جلد میں لکھا ہے کہ اکثر مفسرین نے اس نور سے مراد نورِ ہدایت ہونا مراد لیا ہے۔

(2) بعضوں نے نور سے "قرآن" اور بعضوں نے "اسلام" مراد لیا ہے اور اکثر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "نورِ ہدایت" ہونا مراد لیا ہے اس لیے یہ آیت قطعی الدلالہ نہیں ہے۔ جو آپ کے لئے مفید ہو۔ کیونکہ قطعی عقیدہ دلیل قطعی سے ثابت ہوتا ہے۔

(3) قرآن میں کئی جگہ قرآن کو بھی نور کہا گیا ہے۔ مثلاً

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا (سورۃ النساء : 174)

وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ (سورۃ الاعراف: 157)

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا (سورۃ التغابن : 8)

ان آیات میں قرآن مقدس کو بھی "نور" کہا گیا جو کہ یقیناً ہدایت ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے ہی نور ہیں مگر رضا خانی کہتے ہیں کہ جیسے جبرئیل علیہ السلام نور تھے ویسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ تو جواباً گزارش ہے کہ قرآن نے کہہ دیا کہ آپ علیہ السلام فرشتہ نہیں ہیں۔ اور بریلوی اکابر نے بھی لکھا ہے فرشتہ ہوتا آپ کی ہتک تھی۔ (مقیاس نور: ص304)

(4) آپ کے جسم مبارک کو نور ماننا اور بشر نہ ماننا یہ آپ کا کمال نہیں کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اگر محض نور مانا جائے تو یہ آپکی شان و کمال کو گھٹانے والی بات ہے۔

(5) اس آیت کی تفسیر میں کسی معتبر مفسر نے اگر بریلوی حضرات کا دعوی لکھا ہو تو پیش کرو؟

دلیل نمبر 02:

اول ما خلق اللہ نوری یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ

ترجمہ : اے جابر اللہ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

(المواہب اللدنیہ: ص48)

جواب :

(1) یہ احادیث قطعی تو درکنار صحیح بھی نہیں ورنہ انکی اسناد پیش کر کے رواۃ کی توثیق پیش کی جائے۔

(2) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں : تو معلوم ہوا کہ اس سے مراد صرف یہ ہے نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا باقی "من نورہ" سے نور من نور اللہ ہونا مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی کی طرف نسبت تعظیمی و تشریفی ہے ۔ جیسا کہ بیت اللہ اور روح اللہ اور کلمۃ اللہ میں نسبت تعظیم و تکریم کیلیۓ ہے ۔

(مرقات: ج 1، ص 167)

(3) اس دلیل میں یہ تو کہیں بھی نہیں کہ آپ کا مادہ خلقت نور ہے اور بشریت صرف لباس ہے ۔

(4) سیدنا جابر کی روایت سے صرف نبی پاک ﷺ کا نور ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ساری کائنات کا نوری ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ اس لیۓ یا تو سب کو نور مانو یا پھر نبی پاک ﷺ کا بھی جسم وجود کے اعتبار سے نور ہونا یعنی مادہ خلقت نور ہونا ثابت نہیں ہوتا ۔ اور پہلی حدیث کے آگے بھی بعض جگہ یوں ہے :

المؤمنون من نوری

کہیں :

المؤمنون منی

اور کہیں :

ومن نوری خلق کل شیء

سب کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق میرے نور سے بنی ہے تو کیا اسے ماننے کیلیۓ بریلوی تیار ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی طرح ساری مخلوق نور ہے ..؟

(5) اس حدیث کو محدثین نے موضوع من گھڑت قرار دیا ہے :

قال العسقلانی: انہ کذب مختلف فیہ وقال زرکشی لایعرفہ وقال ابو تیمیۃ موضوع وقال السخاوی ھو عند الدیلمی بلا اسناد۔ (موضوعات کبیر: ص 40)

دلیل نمبر 03:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ان کی عمر پوچھی تو انہوں نے فرمایا: اس کے علاوہ میں نہیں جانتا کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا تھا، میں نے اسے بہتر ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (چمکنے والا) ستارہ میں ہی ہوں۔

(السیرۃ الحلبیہ: ج1، ص30)

جواب:

(1) یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے دنیا کی کسی کتاب میں اس کی سند موجود نہیں ہے۔ حلبی نے ایک نا معلوم شخص کی کتاب سے اسے نقل کیا ہے چنانچہ:

علی بن اِبراہیم الحلبی نے کہا: "جس کتاب سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہ نا معلوم مولف کی ہے۔"

نیز اس کی کوئی سند بھی نہیں۔ لہٰذا اس روایت کے باطل ہونے میں کوشک نہیں۔

(2) اولا۔۔۔ یہ روایت درجہ صحت تک ہی نہیں پہنچتی تو عقائد کے باب میں کیونکر چل سکتی ہے۔

ثانیا۔۔۔ بات تو جسد مبارک کی چل رہی ہے، زیادہ سے زیادہ اس سے روح پاک کی تخلیق کا ذکر ہے جو کہ تمہیں مفید نہیں۔

چند دلائل آپ ﷺ کے سایہ ہونے پر

دلیل نمبر 01:

امام حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، پھر پیچھے ہٹا لیا۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ ہم نے آپ کو اس نماز میں ایسی کارروائی کرتے دیکھا ہے جو آپ نے اس سے قبل نہیں کی۔ فرمایا: ہاں بلاشبہ مجھ پر جنت پیش کی گئی تو میں نے اس میں اونچے درخت دیکھے جن کے گچھے نیچے کو جھکے ہوئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان سے کچھ لے لوں، پس میری طرف وحی آئی یہ کہ پیچھے ہٹ جا، سو میں پیچھے ہٹ گیا اور مجھ پر دوزخ بھی پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی یہاں تک کہ اس کی آگ کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا، پس میں نے تمہیں اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ (مستدرک للحاکم: 3408)

دلیل نمبر 02:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے اور اس سفر میں بعض دیگر ازواج مطہرات بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ حضرت زینبؓ کے پاس اپنی ضرورت سے زائد اونٹ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ بیمار ہے اے زینب! اگر اسے اپنا فالتو اونٹ دے دے

تو بہتر ہوگا۔ انہوں نے کہا: کیا میں اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ ان کے اس نامناسب جواب سے آپ ناراض ہو گئے اور آپ نے ذوالحجہ، محرم دو یا تین ماہ حضرت زینبؓ کے پاس جانا ہی ترک کر دیا۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ سے ناامید ہو گئی اور میں نے اپنی چارپائی وہاں سے ہٹا دی، فرماتی ہیں کہ میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک ایک دن دوپہر کے وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ دیکھا جو میری طرف آ رہا تھا۔ (طبقات ابن سعد: ج8، ص126)

اس حدیث کے راوی یہ ہیں:

(1) عفان بن مسلم رحمہ اللہ:

آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ امام علی رحمہ اللہ ان کو ثقہ اور مثبت کہتے ہیں، امام ابو حاتم رحمہ اللہ ان کو ثقہ، امام اور متقن کہتے ہیں، علامہ ابن سعد رحمہ اللہ ان کو ثقہ، کثیر الحدیث، ثبت اور حجت کہتے ہیں، امام ابن خراش ان کو ثقہ من خیار المسلمین اور محدث ابن قانع ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ امام ابن حبان ان کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج7, ص231 تا 234)

(2) حماد بن سلمہ رحمہ اللہ:

علامہ ذہبی ان کو الامام الحافظ اور شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: ج1، ص189)

(3) ثابت بنانی رحمہ اللہ:

یہ بھی صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ امام نسائی اور امام عجلی ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ علامہ ابن سعد ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ محدث ابن حبان ان کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج3، ص3)

(4) شمیسہ رحمہا اللہ :

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں : مقبولۃ من الثالثۃ، کہ یہ تیسرے طبقے کے راویوں میں سے ہے ، اور مقبول ہے اور ان پر کسی کی کوئی جرح منقول نہیں ہے ۔(تقریب التہذیب: ص473)

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا :

غرضیکہ اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور یہ روایت مسند احمد اور مجمع الزوائد میں بھی ہیں، اس کے الفاظ آخر میں یوں ہیں : یعنی جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو آپ میرے پاس آئے ، فرماتی ہیں کہ جب میں نے آپ کا سایہ دیکھا تو میں نے کہا : یہ سایہ تو مرد کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے نہیں تو یہ کون ہے ؟ ! اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو گئے ۔

(مسند احمد : 27403) (مجمع الزوائد : ج 4، ص323)

سایہ نہ ہونے والی روایت اور اس کا جواب

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر۔ (الخصائص الکبری: ج 1 ص 68)

ترجمہ : حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کی کہ سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔

جواب :

حکیم ترمذی ایک صوفی منش بزرگ تھے جن کی تالیفات میں رطب ویابس موجود ہے۔ اس حکیم ترمذی کی کتاب "نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول" ہے، انہوں نے اس کتاب میں روایت کو مرسلاً ذکر کیا ہے، پھر اسی روایت کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الخصائص الکبری" میں نقل کیا ہے لیکن اگر اس روایت پر غور کیا جائے اور محدثانہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت سراسر غلط اور بے اصل ہے کیونکہ اس روایت کو عبدالرحمن بن قیس الزعفرانی اور عبدالملک بن عبداللہ الولید، ذکوان کے واسطے سے بیان کرتے ہیں جو دونوں غیر معتبر ہیں۔ اب ان دونوں راویوں پر بحث کرلی جائے، اگر یہ راوی ثقہ اور معتبر ہیں تو روایت قابل قبول ہے ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

چنانچہ پہلا راوی "عبدالرحمن بن قیس الزعفرانی" ہے۔ اس کے بارے میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : "ھو کذاب وضاع" یعنی وہ جھوٹا اور جھوٹی من گھڑت روایتیں بنانے والا تھا۔ (مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفاء: ص 7)

اور علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ دونوں کے متعلق فرماتے ہیں :

اما ذکرہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبد الرحمن بن قیس مطعون عن عبد الملک بن عبد اللہ بن الولید وہو مجہول ۔ (شرح الشفاء بر حاشیہ خفاجی : ج 3 ص 682)

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نزدیک نوادر الاصول کی زیر بحث روایت کے دونوں روای مجروح ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

کہ عبد الرحمن بن قیس الضبی ابو معاویہ متروک ہے (جس سے روایت لینا جائز نہیں) اور ابو زرعہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔ (تقریب التہذیب :3989)

چنانچہ نوادر الاصول کے بارے میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

ترجمہ : نوادر الاصول کی اکثر حدیثیں غیر متعبر ہیں۔ (بستان المحدثین: ص68)

نیز یہ روایت مشاہدہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ آپ کے بشر ہونے میں تو فریق مخالف کو بھی اختلاف نہیں اور آپ ﷺ کے ظاہری جسم کے مرئی ہونے کا فریق مخالف بھی غالباً انکار نہ کر سکے گا۔ جیسے بقیہ انسان مرئی اور جسم دار ہیں اور ان کے سائے بھی ہیں اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ کا بھی جسم تھا پھر سایہ نہ ہونا چہ معنی دارد؟!! الا یہ کہ جب تک کوئی یقینی اور قطعی دلیل اس عام لازم سے آپ کو مخصوص اور مستثنیٰ نہ کردے اور یہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک فریق مخالف ثابت نہ کر سکے گا۔ اس لیے سایہ نہ ہونے کا عقیدہ لغو اور باطل ہے اور اس کے بطلان پر واضح احادیث موجود ہیں۔ بریلوی حضرات کے بہت بڑے عالم مولوی عبد الدائم دائم صاحب نے سیر سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں 50 سے زیادہ صفحات پر یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا اور اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔


محمد